



عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے تہذیب پہلو اور مسلم امہ کی ذمہ داریاں

The Civilizational Aspects of the Finality of Prophethood^ﷺ and Responsibilities of Muslim Ummah

Shakeel Muhammad Haqqani

M.Phil Scholar, Dept. of Islamic Thought, History & Culture, Allam Iqbal
 Open University, Islamabad. Email: shakeelmuhammad33@gmail.com



Dr. Muhammad Riaz Mahmood

Associate Professor, Dept. of Islamic Thought, History & Culture, Allam Iqbal
 Open University, Islamabad. Email: riaz.mahmood@aiou.edu.pk



This article aims to analyze the various dimensions of the belief in the Finality of Prophethood and its civilizational significance in Islamic thought. In this context, it is essential to identify the responsibilities of Muslims. Within Islamic teachings, the belief in the Finality of Prophethood holds a central position. It is one of the foundational tenets of Islam, and its preservation is the foremost duty of every Muslim. This belief is not only significant from a religious perspective but also exerts profound influence on Islamic civilization, society, arts, and literature. It has provided the Islamic way of life with a complete and comprehensive framework, wherein the role model of the Holy Prophet (PBUH) serves as an eternal beacon of guidance. This belief is not only a theological cornerstone but also a focal point for the intellectual and moral identity of Muslims. The acknowledgment of Prophet Muhammad (PBUH) as the last messenger laid the groundwork for the principles of Islamic civilization, shaping its collective ethos, social structure, and ethical norms. Considering the fundamental importance of this belief in Islamic thought, there is a pressing need to explore its civilizational aspects and delineate the responsibilities it entails for the Muslim Ummah. This analysis is a crucial endeavor for academic circles, addressing both intellectual and civilizational imperatives. It is in light of this scholarly and civilizational necessity that the topic under discussion has been chosen for this research paper.

Key words: Civilizational Responsibilities, Finality of Prophethood, Holy Prophet (PBUH), Islamic thought, Muslim Ummah

Journament



مدونہ جرائد



موضوع تحقیق کا تعارف، اہمیت اور پس منظر:

اسلامی تعلیمات میں عقیدہ ختم نبوت کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے اور اس کی حفاظت مسلمانوں کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس تحقیق کا مقصد اس بات کی کھوچ لگانا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت نہ صرف مذہبی نقطہ نظر سے اہم ہے بلکہ اسلامی تہذیب، معاشرت، فنون اور ادب پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ایک ایسا نمونہ ہے جس نے مسلم معاشرے کی معاشرتی اقدار، اخلاقی اصولوں اور تہذیبی روایات کی تکمیل کی۔ عقیدہ ختم نبوت نے اسلامی معاشرت کو ایک مکمل اور جامع نظام عطا کیا جس میں نبی کریم ﷺ کا نمونہ ہمیشہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ یہ عقیدہ ختم نبوت اسلامی ایمان کا بنیادی جزو ہے اور اس کے بغیر دین مکمل نہیں ہوتا۔ یہ عقیدہ نہ صرف مذہبی لحاظ سے بلکہ تہذیبی طور پر بھی مسلمانوں کی فکری اور اخلاقی شناخت کا محور ہے۔ نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے نے اسلامی تہذیب کی بنیاد رکھی، جس کے تحت مسلمانوں کے اجتماعی اصول، معاشرتی نظام اور اخلاقی ضابطے ترتیب پائے۔ اس مضمون میں عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا تجزیہ کیا گیا ہے، تاکہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ بہتر انداز میں کیا جاسکے۔ اس مضمون میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے علمی و عملی اقدامات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ فکر اسلامی میں عقیدہ ختم نبوت کی اساسی اہمیت کے پیش نظر اس کی تہذیبی جہات اور اس ضمن میں مسلم امہ کی ذمہ داریوں کا مطالعہ و تجزیہ علمی حلقوں کی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس علمی و تہذیبی ضرورت کی تکمیل کے پیش نظر موضوع زیر بحث کا انتخاب کیا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

عقیدہ ختم نبوت اور امت مسلمہ کے ذمہ داریوں کے حوالے سے کافی سارے مضمایں، کتابیں اور مقالہ جات لکھے جا چکے ہیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

1. عقیدہ ختم نبوت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں: عصر حاضر کے تناظر میں: یونیورسٹی آف میمنٹ۔ لاہور۔
اس مقالے میں عقیدہ ختم نبوت کو بیان کیا گیا اور پھر عصر حاضر کے تناظر میں مسلمانوں کی ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے کہ موجودہ دور میں امت مسلمہ کس طرح موثر انداز میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ و نشر و اشاعت کیلئے کام کر سکتے ہیں۔
2. عقیدہ ختم نبوت اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں: سیرت طیبہ کی روشنی میں: منہاج یونیورسٹی، لاہور۔
اس مقالے میں عقیدہ ختم نبوت اور مسلمانوں کی ذمہ داریوں کو سیرت طیبہ علی صاحبہا الف الف تجیہ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔
3. عقیدہ ختم نبوت پر عقلی دلائل کا تجزیاتی مطالعہ: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔
اس مقالے میں عقیدہ ختم نبوت پر جتنے عقلی دلائل ہیں ان کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔
4. ختم نبوت قرآنی آیات کی روشنی میں: عبد الوہی خان یونیورسٹی، مردان۔
اس مقالے میں عقیدہ ختم نبوت کو قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔
5. پاکستان میں تحریک ختم نبوت کے مذہبی اور سماجی اثرات: یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو۔
پاکستان بننے کے بعد ختم نبوت کی تحریک جو شروع ہوئی تھی تو اس کے مذہبی اور سماجی اثرات کو اس مقالے میں بیان کیا گیا ہے۔

6. مسئلہ ختم نبوت اور پاریمانی اجتہاد: فکر اقبال کے تناظر میں۔ علامہ اقبال اور پنیور سٹی، اسلام آباد۔
7. پاکستان میں تحریک ختم نبوت کے مذہبی اور سماجی اثرات: یونیورسٹی آف سندھ، جامشورو۔
8. عقیدہ ختم نبوت پر عقلی دلائل کا تجزیاتی مطالعہ: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔
9. عقیدہ ختم نبوت: یہودیت، نصرانیت اور اسلام کی روشنی میں: یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور۔
10. دلائل ختم نبوت اردو تفاسیر کی روشنی میں: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔
11. قیام پاکستان سے قبل عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے کی جانے والی کاؤشوں و قوانین کا تحقیقی جائزہ: یونیورسٹی آپ پونچھ، راولکوٹ۔

اس کے علاوہ عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر آج تک بے شمار کتابیں لکھی جا پکی ہیں جن میں سے چند قبل ذکر کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

1. مولانا حافظ الرحمن سیوہاری، فلسفہ ختم نبوت (گوجرانوالہ: مکتبہ مدنیہ بغیچہ ۱۹۸۲ء)۔
 2. مفتی محمد شفیع، ختم نبوت کامل (کراچی: ادارہ المعارف ۲۰۰۶ء)۔
 3. شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت (لاہور: مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۱۲ء)۔
 4. مولانا ابو داؤد محمد صادق، مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت (لاہور: کنز الایمان، ۱۹۹۷ء)۔
 5. مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، قادیانی مسئلہ اور اسکے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی پہلو (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ۱۹۶۳ء)۔
 6. محمد یعقوب احسن، اجماع امت در مسئلہ ختم نبوت (بھیرہ: ادارہ شمس الاسلام، ۱۹۷۸ء)۔
 7. ڈاکٹر محمد بہاء الدین، تحریک ختم نبوت (لاہور، مکتبہ قدوسیہ، ۲۰۱۲ء)۔
 8. ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عقیدہ ختم نبوت اور مرزاۓ قادیان کے متفاہد موقف (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ان)۔
 9. ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عقیدہ ختم نبوت (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء)۔
 10. ڈاکٹر محمد طاہر القادری، عقیدہ ختم نبوت اور مرزاۓ قادیان (لاہور: منہاج القرآن پبلیکیشنز، ۲۰۰۸ء)۔
 11. ابو عمار مولانا زاہد الرashدی، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور منکرین ختم نبوت کا تاریخی پس منظر (لاہور: شعبہ نشر و اشاعت پاکستان شریعت کونسل، ۲۰۱۰ء)۔
 12. علامہ غلام رسول سعیدی، عقیدہ ختم نبوت اور رد فتنہ قادیانیت (انڈیا: نعمانی بک ڈپو، مچھلی منڈی، چریا کوٹ، ۲۰۲۰ء)۔
 13. مولانا اللہ وسیلہ، آئینہ قادیانیت (ملان: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ۲۰۰۷ء)۔
 14. مولانا مجہد احسانی، تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء (لاہور: ختم نبوت پبلیکیشنز، ۲۰۱۳ء)۔
 15. ابو الحسن علی ندوی، قادیانیت مطالعہ و جائزہ (کراچی: ناظم آباد میشن)۔
- اس کے علاوہ اور بھی بہت ساری کتابیں و مقالات ختم نبوت کے موضوع پر تحریر کی گئی ہیں۔

اس مضمون کا طریقہ تحقیق لائسنسیری ریسرچ (Qualitative research) ہے، جس میں قرآن کریم، احادیث، مختلف اہل علم و فرقہ حضرات کی کتابوں اور اسی طرح رسائل و مجلات سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ہمارے اس موضوع کے عنوان سے بھی جیسے ظاہر ہو رہا ہے کہ اس مضمون میں ہم دو چیزوں کو زیر بحث لائیں گے۔ پہلا حصہ عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی پہلووں پر مشتمل ہو گا اور دوسرا حصہ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے مسلم امہ کی ذمہ داریوں کی تعین کا ہو گا۔

عقیدہ ختم نبوت اسلامی عقائد میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جونہ صرف دین اسلام کی تکمیل اور جامعیت کی علامت ہے بلکہ مسلم تہذیب و تدنی پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ کسی بھی قوم کی تہذیب کا بنیادی ڈھانچہ اس کے عقائد، نظریات اور فکری اساس پر استوار ہوتا ہے، اور ختم نبوت کا عقیدہ مسلم امہ کی تہذیبی شناخت کا ایک اہم عنصر ہے۔ یہ عقیدہ انسانی معاشرت کو فکری انتشار اور عقائدی اخراج سے محفوظ رکھنے کا ذریعہ بتاتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعے دین اسلام کو ہر قسم کی تحریف اور تغیرے سے بچایا گیا ہے۔ ختم نبوت کا نظریہ مسلم تہذیب میں فکری استقلال، وحدت امت، اور دینی شخص کی حفاظت کا ضامن ہے۔ یہ عقیدہ صرف مذہبی سطح پر نہیں بلکہ سماجی، ثقافتی، اور علمی میدان میں بھی نمایاں اثر رکھتا ہے، کیونکہ اس کی روشنی میں اسلامی علوم و فنون کی ترقی ہوئی اور دینی شخص کی حفاظت ممکن ہوئی۔ مسلم امہ کی تاریخ میں اس عقیدے نے صرف وحدت فکر پریدا کی بلکہ امت کے سیاسی، علمی اور سماجی ڈھانچے کو بھی استحکام بخشتا۔ اس کے بر عکس، اس عقیدے سے روگردانی کرنے والی اقوام فکری و نظریاتی بحران کا شکار ہوئیں اور ان کی تہذیبی بنیادیں متر لزل ہو گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی پہلووں کا جائزہ لینا نہ صرف ایک علمی ضرورت ہے بلکہ اس کے عملی اثرات کو بھی سمجھنا امت مسلمہ کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

1. عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی پہلو:

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بے شمار ایسے خصائص و فضائل اور کمالات عطا فرمائے ہیں جن میں کوئی دوسرا آپ ﷺ کا ہم سر نہیں۔ ان میں سے ایک منفرد خصوصیت آپ ﷺ کی شانِ ختم نبوت ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے انسانی رشد و ہدایت کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے جس سلسلہ نبوت و رسالت کا آغاز فرمایا تھا وہ آپ ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے کے ساتھ اپنے درجہ کمال کو پہنچ کر ختم ہو گیا۔ اب ابد الاہاد تک آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ ہی کوئی رسول۔ قرآن مجید میں باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کا لقب عطا فرمایا جس میں لفظ خاتم بدیہی طور پر آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا مظہر و عکاس ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدُ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلِكُنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّنَ۔ ^[1]

”محمد (ﷺ) باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے لیکن

رسول ہے اللہ کے، اور مہربن نبیوں پر۔“ ^[2]

اس آیت کریمہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خاتم النبیین کہہ کر اپنے حبیب مکرم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان فرمایا ہے۔ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے جس سلسلہ نبوت کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا تھا وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے ساتھ اپنے اختتام اور درجہ کمال کو پہنچ گیا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تہذیبی پہلو بہت وسیع اور ہمہ گیر ہیں۔ یہ صرف ایک مذہبی عقیدہ ہی نہیں بلکہ ایک مکمل نظام فکر اور طرز زندگی کا منبع ہے۔ اس کے چند اہم تہذیبی پہلو درج ذیل ہیں:

2. تکمیل دین:

ختم نبوت کا سب سے اہم تہذیبی پہلو یہ ہے کہ اس کے ذریعے دین اسلام کی تکمیل کا اعلان کیا گیا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَنَّمَّتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَةً وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
دِيْنًا۔^[3]

"اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا، اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین
"۔^[4]

عربی زبان میں "کمال" اور "تمام" دونوں الفاظ کی اور نقص کے بر عکس استعمال ہوتے ہیں، لیکن ان کے درمیان ایک باریک فرق پایا جاتا ہے۔ "کمال" اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی شے میں پائے جانے والے خارجی اوصاف کی کمی کو پورا کیا جائے، یعنی کسی چیز کی صفات میں جو بھی کمی یا خامی ہو، وہ مکمل طور پر ختم کر دی جائے۔ دوسری طرف، "تمام" اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی چیز کے اجزاء میں کمی کو پورا کیا جائے، یعنی اس کی ساخت یا اس کے لازمی اجزاء میں کوئی کمی نہ رہنے دی جائے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دونوں الفاظ کو جمع فرمایا اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ دین اسلام اب ہر لحاظ سے مکمل اور ہر پہلو سے بے نقص ہو چکا ہے۔ نہ اس کے احکام و تعلیمات میں کوئی کمی باقی رہی ہے، نہ اس کی صفات میں کوئی نقص موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کو مکمل طور پر پورا فرمادیا ہے، اور اسلام کو اس درجے پر پہنچا دیا ہے کہ اب اس میں کسی بھی طرح کا اضافہ یا ترجمم ممکن نہیں، کیونکہ یہ دین ہر جہت سے کمال اور تمام کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ یہ آیت کریمہ امت محمدیہ کی ایک ایسی عظیم الشان اور منفرد خصوصیت کو بیان کر رہی ہے جو اس سے پہلے کسی بھی امت کو عطا نہیں کی گئی، اور جسے خود اہل کتاب نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اس خصوصیت کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے اپنا پسندیدہ اور مقبول دین اس قدر مکمل اور جامع بنادیا ہے کہ قیامت تک اس میں کسی بھی قسم کی ترجمیم، تبدیلی یا اضافے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔

اسلام کی تعلیمات مخصوص عبادات یا محدود شرعی احکام تک محدود نہیں، بلکہ یہ دین زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ اسلامی شریعت میں عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقیات، سیاست و حکومت، انفرادی اور اجتماعی آداب، مستحبات و مکروہات، واجبات و فرائض، اور حلال و حرام کے تمام اصول نہایت وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کر دیے گئے ہیں۔ اس شریعت میں قیامت تک آنے والے تمام حالات، چیلنجز اور ضروریات کا احاطہ موجود ہے، خواہ وہ انسانی زندگی کے کسی بھی پہلو سے متعلق ہوں۔ یہ دین اس قدر مکمل اور واضح کر دیا گیا ہے کہ اب اس امت کو کسی نئے نبی، کسی نئی شریعت، یا کسی دوسرے نظام کی کوئی حاجت باقی نہیں رہی۔ نبی اکرم ﷺ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو اپنی امت کو ایک ایسی روشن، سیدھی اور ہموار شاہراہ پر چھوڑ کر گئے جس پر چلنے والا کبھی گمراہی، شک، یا کسی قسم کے خطرے میں مبتلا نہیں ہو گا۔ اس راستے کی روشنی اتنی واضح ہے کہ دن ہو یارات، ہر زمانے اور ہر دور میں جو بھی اس پر چلنے گا، وہ سیدھا اپنی منزل مقصود تک پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسا مکمل ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے جو ہر زمانے میں انسانیت کے لیے مشعل راہ ثابت ہو گا، اور جس کی روشنی میں امت مسلمه ہر دور کے چیلنجز اور مسائل کا سامنا کر سکتی ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

هَذِهِ أَكْبَرُ نَعْمَةُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، عَلَى هَذِهِ الْأَمَّةِ، حَيْثُ أَكْمَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُمْ دِيْنَهُمْ، فَلَا يَحْتَاجُونَ إِلَى دِيْنٍ غَيْرِهِ، وَلَا إِلَى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ، صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ؛ وَلَهُذَا جَعَلَهُ اللَّهُ خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءَ، وَبَعَثَهُ إِلَى الْإِنْسَنِ وَالْجَنِّ

فلا حلال إلا ما أحله، ولا حرام إلا ما حرم، ولا دين إلا ما شرعه وكل شيء أخبر به فهو حق وصدق لا كذب فيه ولا خلف۔۔ الخ۔

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان (مسلمانوں) کیلئے ان کے دین کو ہر طرح اور ہر حیثیت سے کامل مکمل کر دیا۔ پس وہ اس دین کے سوا کسی دین کے محتاج نہیں، اور نہ ان کے اپنے نبی ﷺ کے سوا ان کو کسی اور نبی کی حاجت ہے صلوات اللہ وسلامہ علیہ، اسی وجہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خاتم الانبیاء بنایا ہے اور ان کو تمام جنون اور انسانوں کی طرف بھیجا ہے پس حلال وہی ہے جسے وہ حلال کہیں، اور حرام وہی ہے جسے وہ حرام کہیں۔ دین وہی ہے جسے وہ مقرر کریں۔ ان کی تمام باتیں حق اور صداقت والی جن میں کسی طرح کا جھوٹ اور خلاف نہیں۔

احادیث سے بھی تکمیل دین اور ختم نبوت کا پیغام تواتر سے ثابت ہے۔

عن أبي هريرة ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ مَنِي وَمِثْلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثْلِ رَجُلٍ بْنِ بَيْتَنَا، فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعُ لَبِنَةٍ مِنْ زَوْيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطْلُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيُقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ الْلَّبِنَةُ؟ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال جو کہ میرے سے پہلے ہو چکے ہیں، ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اس کی زیبائش اور آرائش کی، لیکن اس کے کوئوں میں سے ایک کو نے میں ایک اینٹ کی گلہ چھوڑ دی پس لوگ اس کے گرد پھر نے لگے اور انہیں وہ عمارت پند آئی اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو نے ایک اینٹ یہاں کیوں نہ رکھ دی گئی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔"

اس حدیث مبارک سے ہمیں آپ ﷺ کے ذریعے جس طرح نبوت کی عالی شان محل کی تکمیل مکمل ہوتی نظر آئی اسی طرح آپ ﷺ کے ذریعے تکمیل دین کا کام بھی ہوتا ہوا نظر آیا۔

اسی طرح عرباض بن ساریہؓ کی ایک روایت ہے:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرُو السَّلَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ الْعَرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ، يَقُولُ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَوْعِظَةً ذَرَقَتْ مِنْهَا الْعَيْوُنُ، وَوَجَلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذِهِ الْمَوْعِظَةُ مُوَدَّعٌ، فَمَاذَا تَعْهُدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ: "قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا كَنَهَارُهَا، لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكُ، مَنْ يَعْشُ مِنْكُمْ فَسَيَرِي اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنْنَتِي، وَمُسْنَنِ

الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدِينَ الْمُهَدِّيَّينَ، عَضُّوَا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَعَلَيْكُمْ
بِالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْجَمَلِ الْأَنِفِ، حَيْثُمَا
قِيَدَ انْقَادًا۔^[7]

ترجمہ: عبد الرحمن بن عمرو سلمی کہتے ہیں کہ انہوں نے عباس بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے سا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی نصیحت فرمائی جس سے ہماری آنکھیں ڈب دبائیں، اور دل لرز گئے، ہم نے کہا: اللہ کے رسول! یہ تو رخصت ہونے والے کی نصیحت معلوم ہوتی ہے، تو آپ ہمیں کیا نصیحت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نے تم کو ایک ایسے صاف اور روشن راستہ پر چھوڑا ہے جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے، اس راستے سے میرے بعد صرف ہلاک ہونے والا ہی اخراج کرے گا، تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سارے اختلافات دیکھے گا، لہذا میری اور میرے پدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت سے جو کچھ تمہیں معلوم ہے اس کی پابندی کرنا، اس کو اپنے دانتوں سے مضبوطی سے تھامے رکھنا، اور امیر کی اطاعت کرنا، چاہے وہ کوئی جبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ مومن نکیل لگے ہوئے اونٹ کی طرح ہے، جدھر اسے لے جایا جائے اور ہر ہی چل پڑتا ہے۔

اس حدیث مبارک میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحتاً ارشاد فرمایا کہ اسلام کا ہر ہر حکم بالکل واضح اور شفاف ہے اور جیسے روشنی میں ہر چیز بلکل واضح اور صاف دکھائی دیتی ہے اسی طرح اسلام میں بھی کوئی اخفاء و ابهام نہیں، ہاں البتہ جو ہلاک ہونے والا (گمراہ) ہے وہ ضرور اس میں شکوک و شبہات کا اظہار بھی کرے گا اور دوسرے لوگوں کو بھی اپنے دجل کا شکار کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔

3. امت مسلمہ کا اتحاد:

ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ کے اتحاد کا ایک مضبوط ستون ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساسی بنیادوں میں سے ایک ہے، جو امت مسلمہ کو فکری، دینی اور عملی طور پر متحد رکھتا ہے۔ تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ یہ عقیدہ تمام مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرتوتا ہے اور ان میں اتحاد و اتفاق پیدا کرتا ہے۔ یہ ایسی مشترکہ بنیاد ہے جس پر امت مسلمہ کی تہذیب قائم ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

إِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ وَّ أَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ۔^[8]

ترجمہ: یہ لوگ ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین پر، اور میں ہوں رب تمہارا سو میری بندگی کرو۔^[9]

اسی طرح ایک روایت میں حضرت انس بن مالک کرتے ہیں:

انس بن مالک يقول: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "إن امتي لن تجتمع

على ضلاله ، فإذا رأيتم اختلافا فعليكم بالسواد الأعظم" [10] -

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہو گی، لہذا جب تم اختلاف دیکھو تو سواد اعظم (بڑی جماعت) کو لازم کپڑو" ۔

4. نبوت کے جھوٹے دعووں کا سد باب:

ختم نبوت کے ذریعے نبوت کے جھوٹے دعووں کا سد باب کیا گیا ہے۔ تاریخ میں کئی ایسے لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا جن کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا تھا۔ ختم نبوت کے عقیدے نے ایسے تمام لوگوں کے دعووں کو باطل قرار دیا اور امت مسلمہ کو گمراہی سے محفوظ رکھا۔ اس طرح اس عقیدے نے ایک ایسی تہذیب کو تحفظ فراہم کیا جو سچائی اور صداقت پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آخری نبی بنایا کہ بھیجا اور واضح طور پر اعلان فرمادیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیابی نہیں آئے گا۔ اس عقیدے کے ذریعے جھوٹے مدعاوں نبوت کے فتنے کا سد باب کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے درج ذیل قرآنی آیت اور حدیث پیش کی جاتی ہیں:

"ما كَانَ مُحَمَّدًا أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِجَالِكُمْ وَلِكُنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّنَ" [11] -

ترجمہ: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باب نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں لیکن رسول ہے اللہ کا، اور مہر سب نبیوں پر" [12] -

اس آیت میں "خاتم النبیین" کا لفظ آیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ نبیوں کے سلسلے کی آخری مہر ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کا نبی ہونے کا دعویٰ باطل، جھوٹا اور شیطانی فریب ہو گا۔ حضرت ثوبانؓ کی روایت ہے:

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ زَوَّى
لِي الْأَرْضَ، أَوْ قَالَ: إِنَّ رَبِّي زَوَّى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا
وَإِنَّ مُلْكَ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مَا زُوَّيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيَتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ
وَالْأَبْيَضَ، وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأَمْتَيِ أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَةٍ وَلَا
يُسْلِطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًا مِنْ سِوَى أَنفُسِهِمْ فَيَسْتَبِعَ بَيْضَتَهُمْ؟ وَإِنَّ رَبِّي
قَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرْدُ وَلَا أَهْلِكُهُمْ
بِسَنَةٍ بِعَامَةٍ وَلَا أَسْلِطُ عَلَيْهِمْ عَدُوًا مِنْ سِوَى أَنفُسِهِمْ فَيَسْتَبِعَ
بَيْضَتَهُمْ وَلَوْ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ أَفْطَارِهَا، أَوْ قَالَ: بِأَفْطَارِهَا
حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا، وَحَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يَسْبِي بَعْضًا،
وَإِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَنِمَّةَ الْمُضَلِّلَةَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ
يُرْفَعْ عَنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ
أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْنَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي
أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَرْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّنَ لَا نَبِيٌّ
بَعْدِي وَلَا تَرَالْ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ، قَالَ ابْنُ عِيسَى:
ظَاهِرِينَ ثُمَّ اتَّفَقَا لَا يَضُرُّهُمْ مِنْ خَالِفِهِمْ حَتَّى يَأْتِي أَمْرُ اللَّهِ" [13] -

ترجمہ: ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی، یا فرمایا "میرے لیے میرے رب نے زمین سمیٹ دی، تو میں نے مشرق و مغرب کی ساری جگہیں دیکھ لیں، یقیناً میری امت کی حکمرانی وہاں تک پہنچ کر رہے گی جہاں تک زمین میرے لیے سمیٹی گئی، مجھ سرخ و سفید دونوں خزانے دیئے گئے، میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میری امت کو کسی عام قحط سے ہلاک نہ کرے، ان پر ان کے علاوہ باہر سے کوئی ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو انہیں جڑ سے مٹا دے، اور ان کا نام باقی نہ رہنے پائے، تو میرے رب نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ بدلنا نہیں میں تیری امت کے لوگوں کو عام قحط سے ہلاک نہیں کروں گا، اور نہ ہی ان پر کوئی ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان میں سے نہ ہو، اور ان کو جڑ سے مٹا دے گا ساری زمین کے کافر مل کر ان پر حملہ کریں، البتہ ایسا ہو گا کہ تیری امت کے لوگ خود آپس میں ایک دوسرے کو ہلاک کریں گے، انہیں قید کریں گے، اور میں اپنی امت پر گمراہ کر دینے والے انہے سے ڈرتا ہوں، اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی جائے گی تو پھر وہ اس سے قیامت تک نہیں اٹھائی جائے گی، اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ میری امت کے کچھ لوگ مشرکین سے مل نہ جائیں اور کچھ بتوں کو نہ پوچھنے لگ جائیں، اور عقریب میری امت میں تیس (30) کذاب پیدا ہوں گے، ان میں ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا) ابن عیسیٰ کی روایت میں ہے (وہ غالب رہے گا، ان کا مخالف ان کو ضرر نہ پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے سے خبر دار کر دیا کہ جھوٹے نبی پیدا ہوں گے۔ ہر جھوٹا مدعی نبوت دھوکہ باز اور فتنہ پرور ہو گا۔ چونکہ نبی کریم ﷺ "خاتم النبیین" ہیں، اس لیے آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے دعوے کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔

5. قرآن کریم کی حفاظت:

عقیدہ ختم نبوت نہ صرف امت مسلمہ کے اتحاد کا ضامن ہے بلکہ اس سے قرآن کریم کی حفاظت بھی یقین بنائی گئی ہے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور کوئی نیا نبی آئے گا، اس لیے قرآن مجید ہی قیامت تک کے لیے اللہ کی آخری اور محفوظ کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے، اور ختم نبوت پر ایمان رکھنے سے اس وعدے کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَرْزَقُنَا الْذِكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ۔

[14]

ترجمہ: ہم نے آپ اُتاری ہے یہ نصیحت اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں۔^[15]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ قرآن کریم ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ چونکہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیابی یا نئی وحی نہیں آئے گی، اس لیے قرآن میں تحریف یا ترمیم کی کوئی سمجھائش باقی نہیں رہتی۔ اگر نبوت کا دروازہ کھلا ہوتا، تو نبی نئے دعوے اور نئی کتابیں لے آتے، جس سے قرآن کے اصل پیغام کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ امام مالکؓ ایک مرسل روایت ہے:

وَعَنْ مَالِكَ بْنِ أَنْسٍ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَرَكْتُ فِيْكُمْ أَمْرِيْنِ لَنْ تَضَلُّوا مَا تَمَسَّكُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللَّهِ وَسُنْنَةَ رَسُولِهِ"۔^[16]

ترجمہ: مالک بن انس رحمہ اللہ مرسل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، پس جب تک تم ان دونوں پر عمل کرتے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، (یعنی) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت"۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرآن اور سنت ہی قیامت تک دین کی اصل بنیاد ہیں۔ نئی وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ اگر نبوت جاری رہتی، تو لوگ نئے انبیاء کے ذریعے قرآن میں تبدیلیاں کرنے کی کوشش کر سکتے تھے، مگر ختم نبوت کے عقیدے نے اس امکان کو ختم کر دیا۔

6. تہذیب کا ارتقاء:

عقیدہ ختم نبوت نہ صرف دینی اور روحانی طور پر اہم ہے بلکہ اس نے انسانی تہذیب و تمدن کے ارتقاء کو بھی ایک نیا رخ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے ساتھ دین اسلام مکمل ہو گیا، اور نبوت کا دروازہ بند ہونے کے بعد انسانی معاشروں کو وحی کی رہنمائی کے ساتھ خود ترقی کرنے کا موقع ملا۔ اب تہذیب کا ارتقاء قرآن و سنت کی روشنی میں ہونا تھا، نہ کہ کسی نئے نبی کے ذریعے۔ سورہ مائدہ کی آیت کریمہ ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتَمَّمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا۔^[17]

ترجمہ: "اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا، اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔"^[18]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ دین اسلام مکمل ہو چکا، اور اس میں کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی ضرورت نہیں رہی۔ اسلام کے اصول ہمیشہ کے لیے انسانی تہذیب کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لیے کافی ہیں۔ تہذیب اب قرآن و سنت کی رہنمائی میں خود ترقی کرے گی، اور انسان وحی کے بغیر بھی سائنسی، فکری، اور تدنیٰ ترقی کی راہ پر گامزن ہو گا۔ اسی طرح ایک روایت ہے حضرت انس بن مالکؓ اس کو نقل کرتے ہیں:

انس بن مالکؓ قال: قال رسول الله ﷺ: "إِنَّ الرَّسُولَةَ وَالنَّبُوَةَ قَدْ

انقطعَتْ، فَلَا رَسُولَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيْ" ، قال: فَشَقَ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ،

فقال: "لَكُنَ الْمُبَشِّرَاتُ" ، قالوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: "رَؤْيَا
الْمُسْلِمِ ، وَهِيَ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النَّبُوَةِ" ^[19] -

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: "رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، لہذا امیرے بعد کوئی رسول اور کوئی
نبی نہ ہو گا" ، انس کہتے ہیں: یہ بات لوگوں پر گرماں گزی تو آپ نے فرمایا: "البته
بشار تیں باقی ہیں" صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بشار تیں کیا ہیں؟ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمان کا خواب اور یہ نبوت کا ایک حصہ ہے" -

نبی کریم ﷺ کے بعد انسانی معاشرے کو خود اسلامی اصولوں کے تحت ترقی کرنا تھا۔ چونکہ اب کوئی نیابی نہیں آئے گا، اس لیے
تہذیب و تمدن کا ارتقاء قرآن و سنت کی بنیاد پر ہو گا، نہ کہ کسی نئی وحی کے ذریعے۔ اس سے انسانوں کو اجتہاد، تحقیق، اور علمی ترقی
کی راہ میں، جو اسلام کی سب سے بڑی تہذیبی خدمت ہے۔

7. انسانیت کی رہنمائی:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو آخری نبی بن کر بھیجا، اور آپ ﷺ کی نبوت کے ذریعے دین اسلام کو مکمل کر دیا۔ اس کے بعد کسی
نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی، کیونکہ قرآن و سنت میں انسانیت کی مکمل رہنمائی کے اصول موجود ہیں۔ ختم نبوت پر ایمان رکھنے
سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ کی طرف سے ہدایت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے اور اب قیامت تک انسانیت کو صرف قرآن و
سنت کی روشنی میں چلانا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ مِّنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ
الْآخِرِ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔ ^[20]

ترجمہ: تمہارے لئے بھلی (مفید) تھی سیکھی رسول اللہ ﷺ کی چال اُس کیلئے جو
کوئی (کہ) امید رکھتا ہے اللہ کی پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت۔ ^[21]

اس آیت کریمہ سے پتہ چلا کہ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر ایمان و یقین رکھتے ہیں ان کیلئے رول ماؤل و پیشووا حضور نبی
کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے، اور آپ ﷺ کی اقتداء میں انسان فلاح و کامیابی حاصل کر سکتا ہے ورنہ آپ ﷺ کے نقش
قدم سے ہٹا پنے آپ کو ہلاک کرنے مترادف ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے بعد اگر (معاذ اللہ) کوئی نبی آتا تو اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ
ﷺ کو قیامت تک کے تمام انسانوں کیلئے رول ماؤل اور پیشووا نہیں بناتے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُلُّ امْتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مِنْ
أَبِي، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَنْ يَأْبِي؟، قَالَ: مَنْ اطَّاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ،
وَمَنْ عَصَانِي فَقَدَ أَبِي" - ^[22]

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا "ساری امت جنت میں جائے گی سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا" - صحابہ
نے عرض کیا: یا رسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا "جو میری اطاعت کرے گا وہ
جنت میں داخل ہو گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا" -

اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور پیروی ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

8. آزادی فکر اور اجتہاد کا دروازہ:

ختم نبوت کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ اب کسی نئے نبی پر وحی نہیں آئے گی، اس لیے امت کے علماء اور مفکرین کو قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کرنے اور نئے مسائل کا حل ٹکانے کی آزادی ملی۔ اس سے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد پڑی جو علم و تحقیق اور فکر و اجتہاد کو فروغ دیتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكُمْ أَلْأَمْرُ مِنْكُمْ ۝
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ حَيْرٌ وَّاحْسَنُ تَأْوِيلًا۔^[23]

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم انوں اللہ کا اور حکم انور رسول کا اور حکموں کا جو تم میں سے ہوں، پھر اگر جھگڑ پڑو کسی چیز میں تو اس کو جو عکس کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت کے دن پر، یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے اس کا انجام۔^[24]

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کے بعد امت کے علماء اور اولی الامر (حکمران و مجتہدین) کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں امت کی رہنمائی کریں۔ اگر کوئی نیا مسئلہ درپیش ہو، تو اس کا حل قرآن و سنت سے تلاش کیا جائے گا، کیونکہ اب کوئی نبی وحی نہیں آئے گی۔ یہی اصول اجتہاد کی بنیاد ہے، جو ختم نبوت کے بعد امت کے لیے ضروری ہو گیا۔ اسی طرح حدیثِ معاذ بن جبل بھی ہے:

عَنْ رَجَالٍ مِّنْ اصحابِ معاذِ عَنْ معاذِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثَ معاذًا إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: "كَيْفَ تَقْضِي؟" فَقَالَ: أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ. قَالَ: "فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟" قَالَ: فَبِسَنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: "فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سَنَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟" قَالَ: اجْتَهِدْ رَأِيِّي، قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ".^[25]

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے کچھ لوگ معاذ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو (قاضی بن اکر) یمن بھیجا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "تم کیسے فیصلہ کرو گے؟"، انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلے کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر (اس کا حکم) اللہ کی کتاب (قرآن) میں موجود نہ ہو تو؟"؟ معاذ نے کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلے کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بھی (اس کا حکم) موجود نہ ہو تو؟"؟ معاذ نے کہا (تب) میں اپنی رائے سے

اجتہاد کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے
قادر کو (صواب کی) توفیق بخشی۔“

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود اجتہاد کی اجازت دی اور اس کی حوصلہ افزائی کی۔ جب قرآن و حدیث میں کوئی واضح حکم نہ ہو، تو علماء و فقہاء کو اجتہاد کا اختیار ہے۔ ختم نبوت کے بعد اجتہاد کی اہمیت مزید بڑھ گئی، کیونکہ وحی کا سلسلہ بند ہو چکا تھا، اور امت کو ہر دور میں نئے مسائل کا حل نکالنے کے لیے اجتہاد پر انحصار کرنا تھا۔ قرآن و سنت کی روشنی میں اجتہاد کی اہمیت اس لیے ہے کہ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو امت کو پیش آنے والے نئے مسائل کا حل نکالنے کے لیے ایک ایسے نظام کی ضرورت تھی جو قرآن و سنت کی بنیاد پر مبنی ہو۔ اجتہاد ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے علماء اور مفکرین قرآن و سنت کی روشنی میں نئے مسائل کا حل نکالتے ہیں۔

9. مذہبی رواداری:

اسلام نے ہمیشہ مذہبی رواداری پر زور دیا ہے۔ ختم نبوت کے عقیدے نے اس بات کو مزید واضح کر دیا کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصوات والسلیمات اللہ کے برگزیدہ بندے تھے اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے۔ اس سے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد پڑی جو تمام مذاہب کے احترام پر مبنی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ يَجِدُ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشُدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرُ بِالظَّاغُوتِ وَ
يُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا إِنْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ
عَلَيْهِمْ۔
[26]

ترجمہ: زبردستی نہیں دین کے معاملہ میں بے شک جدا ہو چکی ہے ہدایت گمراہی
سے، اب جو کوئی نہ

مانے گمراہ کرنے والوں کو اور یقین لاوے اللہ پر، تو اس نے کپڑ لیا حلقہ مضبوط، جو
ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ

سب کچھ سنتا جانتا ہے۔
[27]

اس آیت کریمہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہدایت اور گمراہی خوب واضح ہو چکی ہے، تو اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے (جو کہ سراسر ہدایت ہے) کے بعد اگر کوئی شخص نعوذ باللہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ سراسر گمراہی والا انسان ہی ہو گا جو کہ نہ صرف کہ لوگوں کو ہدایت سے محروم کر کے گمراہ کرنا چاہتا ہے بلکہ امن و سلامتی اور رواداری والے معاشرے میں فساد برپا کرنا چاہتا ہے اور مذہبی رواداری صرف اور صرف اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات سے ہی ممکن ہو سکتی ہے کہ جو انسان تو انسان کسی جانور کو بھی تکلیف دینے منع کرتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ قُتِلَ مَعَاهِدًا لَمْ

بِرِ رائِحَةِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ رِيحَهَا لِيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينِ عَامًا۔
[28]

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے کسی ذمی کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔“

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا ، أَوْ يَرْزَعُ رَزْعًا ، فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ ، أَوْ إِنْسَانٌ ، أَوْ تَهِيمَةٌ ، إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ "۔ [29]

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھتی میں نج بولے، پھر اس میں سے پرندیا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

ان تمام پہلوؤں سے واضح ہوتا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت ایک اہم تہذیبی پہلو ہے جس نے انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ یہ ایک ایسی تہذیب کی بنیاد ہے جو مکمل، جامع، عالمگیر، اور انسانیت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

2. عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے مسلم امہ کی ذمہ داریاں:

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی اور اہم ترین عقیدہ ہے جس پر تمام امت مسلمہ کا ایمان ہے۔ اس عقیدے کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی اور رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اس عقیدے کے تحفظ اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کے حوالے سے امت مسلمہ کی کچھ اہم ذمہ داریاں ہیں جنہیں تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے:

• عقیدے کا صحیح علم حاصل کرنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا:

ہر مسلمان کے لیے یہ ناگزیر ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں مکمل، مستند اور صحیح علم حاصل کرے، کیونکہ یہی ایمان کا بنیادی اور غیر مترزل حصہ ہے۔ اس مقصد کے لیے قرآن و حدیث کا گہرائی سے مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے تاکہ اللہ کے آخری رسول، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کے آخری ہونے پر پختہ تبلیغ قائم ہو سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ معتبر اور مستند علماء کرام کی تحریریں، ان کی تصانیف اور علمی مباحثت سے استفادہ کرنا بھی لازم ہے، کیونکہ محض زبانی دعویٰ یا روایتی عقیدت کافی نہیں بلکہ اس عقیدے کی حقیقی روح، اس کی معنویت اور اس کے مضمرات کو سمجھنا ہر مسلمان کے لیے ناگزیر ہے۔ مزید برآں، یہ محض انفرادی ذمہ داری نہیں بلکہ ہر مسلمان پر یہ بھی فرض ہے کہ وہ اس مقدس عقیدے کی تعلیم و تبلیغ کا اہتمام کرے۔ اپنی اولاد کی تربیت میں اس عقیدے کی بنیاد مضبوط کرے تاکہ ان کے قلوب میں ختم نبوت کا واضح شعور پیدا ہو اور وہ کسی بھی قسم کی گمراہی یا شکوک و شبہات کا شکار نہ ہو۔ اسی طرح، دوست احباب، خاندان، اور معاشرے کے دیگر افراد کو بھی اس عقیدے کی سچائی اور اس کی ناگزیریت سے روشناس کرنا لازمی ہے۔ خصوصاً عصر حاضر میں جب فتنوں کی کثرت ہے اور جدید دور کے فکری اور نظریاتی حملے نوجوان نسل کے ذہنوں کو مترزل کر رہے ہیں، ایسے میں ضروری ہے کہ نئی نسل کو اس عقیدے کی حقیقت، اس کے عقلی و نقلی دلائل اور اس کی شرعی حیثیت سے بخوبی آگاہ کیا جائے تاکہ وہ کسی قسم کے گمراہ کن پروپیگنڈے یا جھوٹے نظریات کا شکار نہ ہو سکیں۔ یوں عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داری بن جاتا ہے، جس سے لاپرواہی کسی صورت قابلی قبول نہیں۔

• عقیدے کا ہر ممکن طریقے سے تحفظ کرنا:

عقیدہ ختم نبوت پر ہر دور میں باطل نظریات اور فتنوں نے حملے کیے ہیں، کیونکہ دشمنانِ اسلام ہمیشہ اس بنیادی عقیدے کو کمزور کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ ان گمراہ کن تحریکوں اور جھوٹے مدعاں نبوت کا مقابلہ کرنا امت مسلمہ کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داری ہے۔ یہ فرض ہر مسلمان پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اس عقیدے کی حفاظت کے لیے ہر ممکن کوشش کرے اور ہر اس فتنے کا قلع قلع کرے جو امت کے عقیدے اور وحدت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے۔ اس مقصد کے لیے امت مسلمہ کو علمی، فکری، لسانی، قانونی، سماجی اور سیاسی ہر میدان میں متحرک ہو کر کام کرنا چاہیے۔ علمی میدان میں باطل نظریات کا محققانہ رد پیش کرنا، قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کے مقابلہ تردید دلائل کو عام کرنا ضروری ہے۔ لسانی اور ابلاغی سطح پر تحریر، تقریر، نصاب سازی، میڈیا اور سوشل میڈیا کے ذریعے اس عقیدے کی حفاظت کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔ قانونی میدان میں ختم نبوت سے متعلق قوانین کو موثر بنانا اور ان پر سختی سے عمل درآمد کروانا بھی مسلم حکمرانوں اور اداروں کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح، سماجی سطح پر امت میں شعور بیدار کرنا، والدین اور اساتذہ کائی نسل کی فکری تربیت پر توجہ دینا، اور معاشرے میں اس عقیدے کی اہمیت کو اجاجہ کرنا بھی ناگزیر ہے۔

• جھوٹے مدعاں نبوت کا مقابلہ کرنا:

اگر کوئی شخص جھوٹا دعویٰ نبوت کرتا ہے تو اس کے باطل دعوے کو علمی، فکری اور منطقی دلائل سے رد کرنا چاہیے تاکہ لوگ کسی بھی قسم کی گمراہی کا شکار نہ ہوں۔ اس فتنے سے عوام کو آگاہ کرنا اور انہیں اس کے نقصانات سے خبردار کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ وہ کسی جھوٹے مدعی کے دھوکے میں نہ آئیں۔ ایسے باطل دعووں کے خلاف ہر ممکن قانونی اور سماجی اقدامات کرنا بھی امت کی ذمہ داری ہے تاکہ دین اسلام کی اصل روح اور تعلیمات کی حفاظت کی جاسکے۔ پس ختم نبوت کا تحفظ محض ایک مذہبی فریضہ ہی نہیں بلکہ یہ دین کی اساس اور ملت اسلامیہ کے اتحاد کی ضمانت بھی ہے، جس کی پاسداری ہر مسلمان پر فرض ہے۔ تاریخ میں کئی ایسے لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے جن کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا تھا۔ امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے جھوٹے مدعاں نبوت کا مقابلہ کرے اور ان کے فتنوں سے لوگوں کو آگاہ کرے۔ ان کے جھوٹے دعووں کے پیچھے کار فرما ساز شوں کو بے نقاب کرنا اور عوام الناس کو صحیح علم سے روشناس کرنا ضروری ہے۔

• عقیدے پر عمل پیرا ہونا اور اپنی زندگیوں میں اس کا عملی اظہار کرنا:

عقیدہ ختم نبوت پر محض زبانی ایمان لانا کافی نہیں، بلکہ اس پر عملی طور پر کار بند ہونا بھی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اس کا حقیقی تقاضا یہ ہے کہ ہم نہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانیں، بلکہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کریں اور آپ کے اسوہ حسنہ کو مکمل طور پر اپنانے کی بھرپور کوشش کریں۔ آپ ﷺ کی اطاعت اور اتباع ہی در حقیقت عقیدہ ختم نبوت پر سچے ایمان کا عملی مظہر ہے۔ جو شخص اس عقیدے کو دل سے مانتا ہے، اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام معاملات میں قرآن و سنت کو رہنمابی کے کیم ﷺ کی تعلیمات ہی وہ آخری ہدایت ہیں جن پر قیامت تک چنان لازم ہے۔ یہ عقیدہ ہمیں اس بات کی بھی یاد دہانی کرتا ہے کہ کسی نئے نبی یا نئی شریعت کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی، اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ہر قسم کی بدعات اور گمراہیوں سے بچتے ہوئے صرف اور صرف آپ ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو۔ آپ ﷺ

کی سیرت طیبہ کو مشعل راہ بنانا، آپ کے اخلاق، معاملات، عبادات اور طرزِ زندگی کو اپنانا، اور دین کی دعوت و تبلیغ میں آپ ﷺ کی روشن کو اختیار کرنا ہی عقیدہ ختم نبوت کی اصل روح ہے۔ لہذا جو شخص اس عقیدے پر واقعی ایمان رکھتا ہے، وہ اپنی زندگی کو شریعتِ محمدی کے مطابق ڈھانے کی کوشش کرے گا، اپنے قول و فعل میں آپ ﷺ کی سنت کو ترجیح دے گا اور دین کے ہر معاملے میں صرف آپ ﷺ کے لائے ہوئے احکام کو ہی بنیاد بنائے گا۔ یہی وہ حقیقی طرزِ عمل ہے جو عقیدہ ختم نبوت پر ایمان کا عملی ثبوت فراہم کرتا ہے اور ایک مسلمان کو دین کی راہ پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

• اتحاد و اتفاق کو فروغ دینا:

عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کے اتحاد، تجھبی اور استحکام کا ایک بنیادی ستون ہے۔ یہ عقیدہ تمام مسلمانوں کو ایک مشترکہ مرکز پر متحدر کھاتا ہے اور ان کے درمیان فکری و عملی ہم آہنگی کو مضبوط کرتا ہے۔ جب امت مسلمہ اس عقیدے پر متفق رہتی ہے، تو باہمی محبت، رواداری اور بھائی چارے کی فضاقائم رہتی ہے، جو اسلامی معاشرے کے استحکام اور ترقی کے لیے ناگزیر ہے۔ لہذا، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس عقیدے پر مکمل ایمان رکھتے ہوئے اپنے درمیان اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھیں۔ کسی بھی قسم کی فرقہ واریت، گروہ بندی یا غیر ضروری اختلافات میں پڑنے کے بجائے مشترکہ عقائد پر مضبوطی سے کار بند رہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے فکری، علمی اور عملی میدان میں ایسے اقدامات کریں جو امت کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دیں اور اختلافات کو ختم کرنے کا سبب بنیں۔ مزید بر آل، عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد پر مسلمانوں کو کسی بھی فتنے یا گمراہ کن نظریے کا مقابلہ متحد ہو کر کرنا چاہیے تاکہ امت کے اعتقادی استحکام کو کوئی گزندہ پہنچ۔ ایک مضبوط اور بیدار امت وہی ہوتی ہے جو اپنے بنیادی عقائد پر استقامت اختیار کرتی ہے اور باہمی اختلافات سے گریز کرتے ہوئے دین کی حقیقی روح کو قائم رکھتی ہے۔ اسی وحدت میں امت کی کامیابی، دین کی سر بلندی اور اسلامی شخص کا تحفظ مضمرا ہے۔

• بین الاقوامی سطح پر کوششیں کرنا:

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ مخصوص مقامی یا انفرادی سطح تک محدود نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس کے دفاع اور ترویج کے لیے بین الاقوامی سطح پر بھی منظم اور موثر کوششیں کرنا ناگزیر ہیں۔ یہ عقیدہ نہ صرف اسلام کی بنیادی اساس ہے بلکہ امت مسلمہ کے اتحاد و استحکام کا بھی ضامن ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اسے عالمی سطح پر اجاگر کیا جائے اور اس کے خلاف ہونے والی ہر سازش کا بھرپور مقابلہ کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے مختلف اسلامی ممالک، علمی و دینی اداروں، بین الاقوامی اسلامی تنظیموں اور علماء و مفتیان کرام کو مشترکہ حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے تاکہ عالمی سطح پر اس عقیدے کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔ مسلم امہ کو ایک متحده پلیٹ فارم کے ذریعے دنیا بھر کے مسلمانوں میں اس عقیدے کی اہمیت کو اجاگر کرنا چاہیے اور جدید ذرائع ابلاغ، میڈیا، سو شل میڈیا، بین الاقوامی سیمینارز اور کانفرنز کے ذریعے اس پیغام کو عام کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ، بین الاقوامی سطح پر ایسے قوانین اور معاهدے ترتیب دیے جانے چاہئیں جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کو یقینی بنائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت کی روک تھام کے لیے سخت اقدامات کیے جائیں۔ اسلامی ممالک کو سفارتی سطح پر بھی ایک موقوف اپنانا چاہیے کہ وہ کسی بھی ایسے نظریے یا تحریک کی حوصلہ شکنی کریں جو اس عقیدے کو متر لزل کرنے کی کوشش کرے۔ علاوہ ازیں، عالمی سطح پر نوجوان نسل کو اس عقیدے کی حقیقت اور اس کی علمی و عقلی بنیادوں سے روشناس کرانے کے لیے نصاب سازی، تعلیمی کورسز، تحقیقاتی مقالے اور یونیورسٹیز کا اہتمام کیا جائے۔ اس حوالے سے اسلامی

اسکالرز اور محققین کو چاہیے کہ وہ بین الاقوامی زبانوں میں ایسے علمی اور تحقیقی کام کریں جو غیر مسلم دنیا کے سامنے بھی ختم نبوت کی حقانیت کو واضح کریں۔

• نوجوان نسل کی تربیت کرنا:

نوجوان نسل کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور اس کے تقاضوں سے آگاہ کرنا امت مسلمہ کی ایک اہم ذمہ داری ہے، کیونکہ یہی نسل مستقبل میں دین اسلام کی حفاظت اور فروغ کی ضامن ہے۔ اگر نوجوانوں کو اس عقیدے کی حقیقت، اس کے دلائل اور اس کے تحفظ کی ضرورت سے مکمل آگاہی حاصل ہو، تو وہ نہ صرف اپنے ایمان کو مضبوط بناسکتے ہیں بلکہ گمراہ کن نظریات اور سازشوں کا بھی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے تعلیمی اداروں میں عقیدہ ختم نبوت پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔ اسکوں، کالج اور جامعات کے نصاب میں اس اہم موضوع پر باقاعدہ مضامین شامل کیے جائیں تاکہ طلبہ کو ابتداء ہی سے اس عقیدے کی بنیادی تعلیمات اور اس کی تاریخی و علمی حیثیت کا شعور دیا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ، دینی مدارس میں اس عقیدے پر تفصیلی علمی و تحقیقی مواد کو نصاب کا حصہ بنایا جائے تاکہ طلبہ جدید فنتوں اور گمراہیوں کے خلاف مدد لیں انداز میں جواب دینے کے اہل ہو سکیں۔ اس حوالے سے مختلف تعلیمی اور سماجی پروگرام کا انعقاد بھی نہایت ضروری ہے۔ سینیماز، ورکشاپس، کانفرنسز اور یونیورسٹیز کے ذریعے نوجوانوں کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت سے روشناس کرایا جائے۔ ان نشستوں میں ماہر علماء، محققین اور اسلامی اسکالرز نوجوانوں کے سوالات کے جوابات دیں اور ان کے ذہنوں میں اٹھنے والے شکوہ و شبہات کو علمی انداز میں دور کریں۔

عصر حاضر میں سو شل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کا کردار بھی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد سو شل میڈیا پلیٹ فارمز جیسے فیس بک، ٹوٹھر، یوٹیوب اور انسٹاگرام پر فعال ہیں، اس لیے ان ذرائع کو عقیدہ ختم نبوت کے فروغ اور تحفظ کے لیے مؤثر طریقے سے استعمال کیا جانا چاہیے۔ ویڈیو، مضامین، انفوگرافس، ڈاکیومنٹریز، سوال و جواب سیشنز اور دیگر تخلیقی ذرائع کے ذریعے نوجوانوں تک صحیح اور مستند معلومات پہنچائی جائیں۔ اس کے علاوہ والدین، اساتذہ اور علماء کرام کو چاہیے کہ وہ گھریلو اور سماجی سطح پر بھی نوجوانوں کو اس عقیدے کی اہمیت سے آگاہ کریں اور انہیں ہر قسم کی گمراہی سے بچانے کے لیے علمی اور فکری رہنمائی فراہم کریں۔ یوں ہم ایک ایسی نسل تیار کر سکتے ہیں جو عقیدہ ختم نبوت پر نہ صرف خود مضبوطی سے قائم رہے بلکہ اس کے دفاع اور اس کے پیغام کی ترویج میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

• قانونی چارہ جوئی کرنا:

اگر کسی ملک میں کوئی شخص جھوٹا دعویٰ نبوت کرتا ہے یا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف سازش کرنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنا امت مسلمہ کی اجتماعی اور انفرادی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کی اساس اور دین کی تکمیل کا اعلان ہے، اس لیے اس کے خلاف کسی بھی قسم کی سازش کو نظر انداز کرنا یا اسے معمولی سمجھنا ناقابل قبول ہے۔ سب سے پہلے، اسلامی ممالک میں موجود قوانین کے تحت ایسے جھوٹے دعویٰ نبوت کے خلاف سخت قانونی اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ جہاں کہیں بھی اس طرح کافتنہ سر اٹھائے، وہاں امت کے افراد، علماء اور دینی تنظیموں کو قانونی ذرائع استعمال کرتے ہوئے حکومت اور عدیہ کو متحرک کرنا چاہیے تاکہ ایسے گمراہ افراد کے خلاف فوری کارروائی کی جاسکے۔ اسلامی ریاستوں میں پہلے ہی ایسے قوانین موجود ہیں جو ختم نبوت کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں، لہذا ان پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے۔ اگر کسی غیر مسلم ملک میں کوئی ایسی سازش کی جارہی ہو، تو وہاں مقیم مسلمانوں اور اسلامی تنظیموں کو چاہیے کہ وہ وہاں کے قوانین اور عدالتی نظام کے مطابق اس فتنے

کے خلاف پر امن اور قانونی جدوجہد کریں۔ عالمی سطح پر بھی سفارتی اور قانونی ذرائع سے اس مسئلے کو اجاگر کیا جائے، تاکہ ایسے اقدامات کیے جائیں جو اس عقیدے کی حفاظت کو یقینی بنائیں۔ اس کے علاوہ، عوامی سطح پر بھی لوگوں کو بیدار کرنا ضروری ہے تاکہ وہ ایسے فتنے کی حقیقت کو سمجھیں اور کسی گمراہی کا شکار نہ ہوں۔ میڈیا، تعلیمی ادارے اور سو شل میڈیا کو بھی بروئے کار لاتے ہوئے اس فتنے کے نقصانات کو واضح کرنا چاہیے اور عوام کو اس کے خلاف شعوری طور پر تیار کرنا چاہیے۔

4. خلاصہ بحث:

یہ تحقیق واضح کرتی ہے کہ عقیدہ ختم نبوت صرف ایک مذہبی نظریہ تک محدود نہیں، بلکہ یہ اسلامی تہذیب، فکری استحکام، دینی تشخص، اور امت مسلمہ کے اجتماعی اتحاد کی ایک مضبوط بنیاد ہے۔ اس عقیدے کی بدولت دین اسلام کی تکمیل ممکن ہوئی، جس نے مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو یہی عطا کی اور اسلامی معاشرے کو فکری ہم آہنگی فراہم کی۔ اسی عقیدے نے قرآن کریم کی حفاظت کے عمل کو یقینی بنایا اور اسلامی تعلیمات کو تحریف سے محفوظ رکھنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ مزید بر آل، اجتہاد کے دروازے کے کھلنے میں بھی یہ عقیدہ ایک سُنگ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد کوئی نئی وہی نہیں آسکتی، لہذا امت کو اپنی دینی، سماجی اور قانونی ضروریات کے لیے اجتہاد اور فہم دین پر انحصار کرنا ہو گا۔ یہ نظریہ نہ صرف امت مسلمہ کو جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنوں سے محفوظ رکھتا ہے، بلکہ اسلامی تعلیمات کے استحکام اور اس کے اجتماعی نظام کی بقا کا بھی ضامن ہے۔ اس لیے امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ اس عقیدے کے تحفظ کو اپنی اولین ذمہ داری سمجھے، اپنی آنے والی نسلوں کو اس کے علمی، فکری اور عملی پہلوؤں سے روشناس کرائے، اور ہر اس نظریے یا تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کرے جو ختم نبوت کے تصور کو کمزور کرنے یا اس میں شکوک و شہابت پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ، امت کو چاہیے کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اتحاد و اتفاق کو فروغ دے، تاکہ اندر وونی خانشوار اور فکری گمراہی سے بچا جاسکے۔ اگر اس عقیدے کے تحفظ میں کوتاہی کی گئی یا اس کی اہمیت کو پس پشت ڈال دیا گیا، تو اس کے نتیجے میں امت مسلمہ شدید فکری انتشار، نظریاتی انحراف اور دینی بے راہ روی کا شکار ہو سکتی ہے، جونہ صرف مذہبی کمزوری کا باعث بنے گا بلکہ اسلامی تمدن کے زوال کی راہ بھی ہموار کر سکتا ہے۔

اللہ ہمیں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

[1] Al-Qur'ān, al-Aḥzāb 33:40.

[2] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍih al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Aḥzāb 33:40, vol. 2, p. 916.

[3] al-Qur'ān, al-Mā'idah 5:3.

[4] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍih al-Furqān ma'rūf bi-Tafsīr 'Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Mā'idah 5:3, vol. 1, p. 216.

[5] Ibn Kathīr, Ḥāfiẓ 'Imād al-Dīn, Tafsīr Ibn Kathīr (al-Riyāḍ: Dār Tayyibah li-l-Nashr wa-l-Tawzī', 1999), vol. 3, p. 26.

- [⁶] al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā‘īl, al-Jāmi‘ al-Šahīh (Dimashq: Dār Ibn Kathīr, Dār al-Yamāmah), Kitāb al-Anbiyā’, vol. 3, p. 1300, ḥadīth no. 3342 .
- [⁷] Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Sunnah, bāb ittibā‘ sunnat al-khulafā‘ al-rāshidīn al-mahdiyyīn, p. 99, ḥadīth no. 43.
- [⁸] al-Qur’ān, al-Anbiyā’ 21:92.
- [⁹] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍih al-Furqān ma‘rūf bi-Tafsīr ‘Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Anbiyā’ 21:92, vol. 2, p. 730.
- [¹⁰] Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Fitan, bāb sawād al-a‘zam, p. 419, ḥadīth no. 3950.
- [¹¹] al-Qur’ān, al-Aḥzāb 33:40.
- [¹²] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍih al-Furqān ma‘rūf bi-Tafsīr ‘Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Aḥzāb 33:40, vol. 2, p. 916.
- [¹³] Abū Dāwūd, Sulaimān bin al-Ash‘ath bin Ishāq al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Fitan wa-l-Malāḥim, vol. 2, p. 233, ḥadīth no. 4251.
- [¹⁴] al-Qur’ān, al-Ḥijr 15:9.
- [¹⁵] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍih al-Furqān ma‘rūf bi-Tafsīr ‘Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Ḥijr 15:9, vol. 1, p. 569.
- [¹⁶] al-Khaṭīb al-Tabrīzī, Muḥammad bin ‘Abd Allāh, Mishkāt al-Maṣābīh, Kitāb al-Īmān, ḥadīth no. 186.
- [¹⁷] al-Qur’ān, al-Mā’idah 6:3.
- [¹⁸] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍih al-Furqān ma‘rūf bi-Tafsīr ‘Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Mā’idah 5:3, vol. 1, p. 216.
- [¹⁹] al-Tirmidhī, Muḥammad bin ‘Isā, Jāmi‘ al-Sunan al-Tirmidhī (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Ru’yā, bāb dhahabat al-nubuwwah wa-baqiyat al-mubashshirāt, vol. 2, p. 500, ḥadīth no. 2232.
- [²⁰] al-Qur’ān, al-Aḥzāb 33:21.
- [²¹] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍih al-Furqān ma‘rūf bi-Tafsīr ‘Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Aḥzāb 33:21, vol. 2, p. 908.
- [²²] al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismā‘īl, al-Jāmi‘ al-Šahīh (Peshāwar: al-Maktabah al-Ḥaqqānīyah), Kitāb al-I‘tiṣām, bāb al-iqtida‘ bi-sunan Rasūl Allāh ﷺ, vol. 2, p. 1081.
- [²³] al-Qur’ān, al-Nisā’ 4:59.
- [²⁴] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍih al-Furqān ma‘rūf bi-Tafsīr ‘Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Nisā’ 4:59, vol. 1, p. 179.
- [²⁵] al-Tirmidhī, Muḥammad bin ‘Isā, Jāmi‘ al-Sunan al-Tirmidhī (Lāhawr: Maktabah Raḥmānīyah), Kitāb al-Āḥkām, bāb mā jā‘a fī al-qādī kayfa yaqdī, vol. 1, p. 379, ḥadīth no. 1287.
- [²⁶] al-Qur’ān, al-Baqarah 2:256.

[²⁷] Tarjamah: Min al-Muwaḍḍih al-Furqān ma‘rūf bi-Tafsīr ‘Uthmānī, Maktabat al-Bushrā, Karāchī, al-Baqarah 2:256, vol. 1, p. 75.

[²⁸] Ibn Mājah, Muḥammad bin Yazīd al-Qazwīnī, Sunan Ibn Mājah (Lāhawr: Maktabah Rahmānīyah), Kitāb al-Diyāt, bāb man qatal mu‘āhidan, p. 316.

[²⁹] Abū al-Ḥusayn Muslim bin al-Hajjāj al-Qushayrī, al-Šahīh li-Muslim (Lāhawr: Maktabah Rahmānīyah), Kitāb al-Musāqāh wa-l-Muzāra‘ah, bāb faḍl al-zar‘ wa-l-ghars, vol. 2, p. 26, ḥadīth no. 3973.